حاملان قرآن

حضرت شیخ عماد رضی اللہ عنہ

صفا و صدق عماد بقاے جاویداست
رہ بقاے ابد جوئے و بے عماد مباش

از

جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی علیگ

عہد جاہلیت کی تاریخ عربوں کے اس فخر کا رہ رہ کے تذکرہ کرتی اور بار بار اس کے مزے لیتی کہ

اِذا مضرُ الحمراءِ کانت ارومتی　　وقام بنصری خازمٌ وابن خازم

(جب میرا خاندان قبیلہ مُضر ہوا جن کے سرخ رنگ کے خیمے ہیں، اور خازم و فرزند خازم میری مدد کو اٹھے)۔

عطست بانفٍ شامخ اذ تناولت　　یدای الثریا قاعِداً غیر قائم

(تو فرط غرور سے میرا سر بلند ہو گیا، اس لیے کہ میرے دونوں ہاتھوں نے بیٹھے ہی بیٹھے ثریا کو پالیا، کھڑے ہونے کی نوبت تک نہ آئی)

حضرت شیخ عماد رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک میں یہ فخر اس خاندان میں نمایاں ہوتا ہے:۔

اذا دولۃُ القراٰن کانت ارومتی　　وقام مقامی عالمٌ بعد عالم

حب کلام اللہ میرا قبیلہ و خاندان ہوا، اور ہمیشہ خاندان میں ایک عالم کے بعد دوسرا عالم

میرا قائم مقام ہوتا رہا)۔

تواضعتُ للہِ الکریم اذ تناولت یدایَ الثریا قاعداً غیر قائم

(تو میں اللہ کے لیے اور بھی جھک گیا، تواضع اختیار کر لی کہ اس نے اتنی بڑی نعمت بخشی کہ میرے ہاتھوں نے بیٹھے بیٹھے ثریا کو پالیا، کھڑے ہونے کی نوبت تک نہ آئی)۔

الحمد للہ کہ آل عماد میں یہ نعمت آج تک مستقیم اور یہ انداز اب تک قائم ہے۔

ہنوز آں ابر رحمت دُرفشان است

خم وخمخانہ بانام ونشان است

مجالس ذکر میں حضرت نے آیات الٰہی کے "وقتاً فوقتاً" جو مطالب متعین فرمائے ہیں مستفیدین ان کا املا کرتے رہے، اور ان امالی کے اجزا آج بھی چشم تحقیق کے لیے بصیرت افروزی کے روشن ترین جلوے اپنے اندر رکھتے ہیں، حضرت کی زبان عربی تھی یہ امالی بھی عربی ہی میں ہیں، اردو میں یہ پہلی تلخیص ہے جو ترجمان القرآن کے لیے کی جارہی ہے، امتداد نے اس طومار کو جابجا کرم خوردہ کر رکھا ہے، ایسے مقامات پر بجائے نقل عبارت کے سیاق سے جو مفہوم متعین ہوسکتا تھا اسی پر قناعت کرنی پڑی۔

مبادا کہ ایں گوہر آید بسر

الاستقامۃ فوق الکرامۃ استقامت کیا ہے اور کیوں اس کو فوق الکرامۃ کہا گیا ہے؟ اس باب میں حضرت نے سورہ حم السجدہ کی اس آیۃ کریمہ کی تفسیر فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا	جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے
تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا	پھر مستقیم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے، کہ تم اندیشہ نہ کرو
وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ	اور نہ رنجیدہ ہو، خوش رہو کہ اس بہشت کی تمہیں بشارت
کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ	ہوئی جس کے وعدے تم سے ہوا کرتے تھے دنیا و آخرت

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا	ان دونوں زندگیوں میں ہم تمہارے ساتھی ہیں
تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ	یہاں جو تمہارا جی چاہے حاضر اور جو مانگو مہیا ہے،
نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ۔	یہ ایک طرح کی ضیافت ہے ایک غفور الرحیم کی جانب سے
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ	کون اس سے بہتر اور کس کی بات اس سے اچھی ہو سکتی
صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔	ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اچھے اچھے کام کئے، اور
	اقرار کیا کہ میں اہل اسلام میں سے ہوں

اصناف کمال فرمایا۔

ان الکمالات علی ثلاثة اقسام:۔	کمال کی تین قسمیں ہیں۔
النفسانية وهي اشرفها	کمال روحانی، اس کا سب سے اونچا درجہ ہے۔
والبدنية وهي اوسطها	کمال جسمانی، اس کا درمیانی مرتبہ ہے۔
والخارجية وهي ادونها	کمال خارجی، اس کی بالمقابل ادنی حیثیت ہے۔
کمال نفس والکمالات النفسانية على نوعين:	کمال روحانی کی بھی دو قسمیں ہیں:۔
علم اليقين۔	وہ علم جو مفید یقین ہو۔
والعمل الصالح	اور وہ عمل جو صالح ہو۔
فان كمال الانسان ان يعرف الحق لذاته	انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ "حق" کو محض حق ہونے کے لئے پہچانے
والخير لاجل العمل به	اور "خیر" کو اس لیے پہچانے کہ ویسا ہی کام کرے۔
معرفت الہی وراس المعارف معرفة الله،	سب سے بڑی اور سب سے اچھی پہچان اللہ کو پہچاننا ہے
واليه الاشارة بقوله إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا	آیت حقیقت میں جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار
رَبُّنَا اللَّهُ۔	اللہ ہی ہے" اسی جانب اشارہ ہے۔

[میانہ روی] ورأس الاعمال الصالحة ان تستقيم في الوسط فلا تميل الى طرفيه الافراط والتفريط، واليه الاشارة في هذه الآية بقوله: ثم استقاموا

سب سے بڑا اور سب سے اچھا عمل صالح یہ ہے کہ تم بیچوں بیچ ٹھیک طرح قائم رہو، اس کے دونوں کنارے افراط وتفریط ہیں ان میں سے کسی کی طرف رخ نہ کرو۔ اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ "پھر وہ لوگ قائم رہے"

[خدا کے اقرار کے ساتھ یقین اور معرفت لازم ہے] ولما كان قوله تعالى ان الذين قالوا ربنا الله يمكن حمله على القول باللسان فقط عقبه بقوله: ثم استقاموا، فعلم ان ذلك لا بد له من ان يكون مقرونا باليقين التام والمعرفة الحقيقية

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ اس بات کو صرف زبان سے بھی کہہ دینے پر محمول کر سکتے تھے، لہٰذا اس کے بعد فرمایا پھر وہ اس پر مستقیم بھی ہوگئے، اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ زبان سے جو کچھ کہا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ یقین کامل اور معرفت حقیقی کے ساتھ کہا جائے۔

[شان نزول] وقد نزلت هذه الآية في سيدنا ابي بكر رضي الله عنه حينما وقع في انواع شديدة من البلاء والمحنة ولم يتغير عن دينه.

یہ آیت ہمارے جد بزرگوار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب آپ طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں میں پڑے اور پھر بھی ذرہ برابر اپنے دین سے نہ ہٹے۔

فكان هو الذي قال: ربنا الله، وبقي مستقيما عليه لم يتغير بسبب من الاسباب

گویا ابوبکر صدیقؓ ہی نے یہ کہا تھا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، اور پھر اس بات پر ایسے مستقیم اور ثابت رہے کہ کسی طرح بھی اس اعتقاد اور اس پر عمل میں کوئی تغیر نہ ہونے دیا

[غلو سے بچنا] فمن اقر بالله يجب عليه ان لا يتوغل جانب النفي ولا في الاثبات بل يبقى

جس نے اللہ کے پروردگار ہونے کا اقرار کیا اس پر لازم ہے کہ نفی و اثبات دونوں میں حد سے نہ بڑھے بلکہ خط

على الخط المستقيم الفاصل بين طرفي التعطيل	مستقیم پر قائم رہے جو تعطیل (یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک
والتشبيه والجبر والقدر والرجاء	صفت میں مخلوقات کے مشابہ سمجھنا) اور جبر و اختیار
والقنوط ونحوه ـ	اور امید و نا امیدی وغیرہ کے درمیان ایک حد فاصل ہے
اقرار ربوبیت وعمل صالح | والاستقامة محمولة	استقامتہ کو اعمال صالحہ پر محمول کرنا چاہیے کہ اچھے اچھے
على الاتيان بالاعمال الصالحة	کام کریں کرتے رہیں، اور کبھی اس میں تغیر نہ ہونے دیں
فقوله تعالىٰ ـ ان الذين قالوا ربنا	آیہ شریف "جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ
الله متناولٌ للقول والاعتقاد	ہی ہے" اس میں کہنے کی بات قول و اعتقاد دونوں کو
	شامل ہے ـ
وقوله : ثم استقاموا متناول للاعمال	"پھر اس پر قائم رہے" یہ تمام اعمال صالحہ پر حاوی
الصالحة ـ	ہے ـ

رعایت مصلحت | فرمایا :-

ان الغاية في رعاية المصالح دفع المضار	مصلحت بینی و مصلحت شناسی میں خاص بات یہ ہے
وجلب المنافع ودفع المضرة اولى	کہ مضرتیں دفع ہوں اور منفعتیں حاصل کی جائیں؟
بالرعاية من جلب المنفعة ـ	حصول منفعت پر بھی دفع مضرت مقدم ہے ـ
والمضرة اما ان تكون حاصلة في	حصول مضرت کا امکان یا تو زمانہ مستقبل میں ہے ـ یا
المستقبل او في الحال او في الماضي ـ	حال میں یا ماضی میں ـ
والمستقبل المقدم على الحاضر والحاضر	مستقبل حال پر مقدم ہے اور حال کو زمانہ ماضی
مقدم على الماضي ـ	پر تقدم حاصل ہے ـ
فان الشيء الذي لم يوجد ويتوقع	کوئی شئے جب تک موجود نہیں مگر ہونے کی توقع ہے ـ

حدوثه يكون مستقبلاً، فاذا وُجد يصير حاضراً فاذا انعدم يصير ماضيا

ہنوز زمانۂ مستقبل میں ہے جب موجود ہوگئی تو زمانۂ حال میں آگئی اور جب جاتی رہی تو ماضی بن گئی۔

فالمضار التي يتوقع حصولها في المستقبل اولى بالدفع من المضار الماضية

جو مضرتیں زمانۂ مستقبل میں حاصل ہونے والی ہوں ان کو دفع کرنا زمانۂ ماضی کی مضرتوں کے دفع کرنے پر مقدم ہے

خوف وحزن والخوف عبارةٌ عن تألم القلب بسبب توقع حصول مضرة في المستقبل والحزن عبارة عن تألم القلب بسبب فوت نفع كان موجوداً في الماضي، فدفع الخوف اولى من دفع الحزن۔

خوف یہ ہے کہ کسی آیندہ ضرر ہونے کی توقع سے دل کو رنج پہونچے، اور حزن یہ ہے کہ کوئی نفع جو زمانہ ماضی میں حاصل تھا۔ اس کے فوت ہوجانے سے قلب رنجیدہ ہو، اس بنا پر خوف کا دفع کرنا حزن کے دفع کرنے پر مقدم ہے۔

آیت کے مدارج ترتیب وقد اخبر الله عن ملائكته انهم في الاوّل الامر يخبرون بانه لاخوفٌ عليكم بسبب ماتستقبلون من احوال القيامة

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کی نسبت آگاہ فرمایا ہے کہ وہ پہلے پہل مسلمانوں کو یہ خبر دیں گے کہ آگے چل کر قیامت میں جو حالات پیش آنے والے ہیں تم ان کا خوف نہ کرو۔

ثم يخبرون بانه لاحزن عليكم بسبب ما فاتكم من احوال الدنيا۔

پھر یہ کہیں گے کہ دنیا کے جو حالات فوت ہوگئے وہ تمہارے حق میں حزن کا سبب نہیں۔

وعند حصول هذين الامرين زالت المضار والمتاعب كلها۔

جہاں یہ دونوں باتیں حاصل ہوئیں کہ تمام مضرتیں اور اذیتیں جاتی رہیں۔

وبعد الفراغ منه يبشرون بحصول المنافع وهو قوله تعالىٰ: وابشروا

اس سے فراغت ہونے پر حصول منفعت کی بشارت دیں گے، یہی مدعا آیۂ کریمہ کا ہے کہ "تمہیں اس جنت

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ۔	کی بشارت ہو جس کے وعدے تم سے ہوتے تھے۔

اللہ ہی مولیٰ ہے فرمایا۔

نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ۔ ہم تمہارے ولی ہیں، مفسرین اس قول کو فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے وہ اس طرح خطاب کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔

انما ولیکم اللہ	تم سب کا ولی اور والی اللہ ہی ہے۔
اللہ ولی الذین امنوا۔	جو ایمان لائے ان کا ولی اور والی تو اللہ ہی ہے
ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ	یہ اس لیے کہ جو ایمان لائے ان کا والی تو اللہ ہی
لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ۔	اور کافروں کا تو کوئی بھی والی نہیں۔

اللہ جن کا والی ہو، فرشتے اپنے آپ کو ان کے ولی کی حیثیت میں کیوں کر پیش کر سکتے ہیں؟

فرشتوں کی بات گذر چکی یہاں سے اللہ کی بابت شروع ہوتی ہے۔

مسلمان کی دنیا و آخرت فرمایا:۔

نزول ملائکہ لوگوں کی رائے میں پیغمبروں ہی تک محدود ہے بے شبہ یہ تحدید ایک حد تک صحیح ہے فرشتے پیغمبروں کے پاس آتے ہیں تو اللہ کی جانب سے وحی اور شریعت لاتے ہیں، عامۂ مومنین اس شرف میں شریک نہیں۔

لیکن مومنین مخلصین میں جو مستقیم الحال ہیں ان پر بھی فرشتے نازل ہوتے ہیں، انھیں خوف و حزن سے تسکین و تسلی دلاتے ہیں، اور بہشت موعود کی بشارت دیتے ہیں ملائکہ ان پر اترتے ہیں کہ خوف نہ کرو، محزون نہ رہو، تو تمھیں اس جنت کی بشارت ہے جس کے وعدے تم سے ہوا کرتے تھے۔ . . .

لہ کاغذ کرم خوردہ، عبارت جابجا غیر مقروء، سوق کلام مبنی بر سیاق ہے۔

لہ کاغذ کرم خوردہ، عبارت جابجا غیر مقروء، سوق کلام مبنی بر سیاق ہے۔

- یہاں جو تمہارا جی چاہے حاضر اور جو مانگو مہیا ہے" مفسرین اس وعدے کو بہشت آخرت سے موعود سمجھتے ہیں، لیکن جب اس سے پہلے حیاۃ دنیا و آخرۃ دونوں کا تذکرہ ہے تو کیا یہ وعدہ دونوں کی نسبت نہیں ہو سکتا؟

ممکن ہے اس دنیا میں ایک انسان کی تمام آرزوئیں پوری نہ ہوں، لیکن حقیقت ہے کہ ایک مسلمان کی تمنائیں بر نہ آئیں۔

تعلق جسمانی مانع عروج آسمانی | فرمایا۔

ان جوھر النفس کالشعلۃ بالنسبۃ الی الشمس والقطرۃ الی البحر۔	جوہر روح کی مثال ایسی ہے جیسے آفتاب کی نسبت سے ایک شعلہ اور سمندر کی نسبت سے ایک قطرہ۔
والتعلقات الجسمانیۃ ھی التی تحول بینھا وبین السماء، کما قال صلی اللہ علیہ وسلم لولا ان الشیطین یحومون علی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات	آسمان تک روح کے عروج کرتے میں جسمانی تعلقات حائل ہیں، آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں بنی آدم کے دل کے آس پاس شیطان پھرا نہ کرتے تو آسمانوں کی بادشاہی انسانوں کو بھی نظر آتی:
فاذا زالت العلائق الجسمانیۃ والتدبیر البدنیۃ فقد زال الغطاء	جسم کے علاقے اور بدن کی تدبیریں جہاں زائل ہوئیں کہ یہ حجاب حائل بھی اٹھ گیا۔
فیتصل الاثر بالموثر والقطرۃ بالبحر والشعلۃ بالشمس	اس حالت میں اثر اپنے موثر سے، قطرہ دریا سے اور شعلہ آفتاب سے جا ملے گا۔
فھذا ھو المراد من قولہ: نحن اولیاءکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔	"اس دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے ولی ہیں،، اس آیت سے یہی مراد ہے۔
اللہ کی ضیافت | ثم قال: نزلا من غفور رحیم	اللہ تعالی نے اس کے بعد فرمایا ہے کہ یہ سب ایک طرح

والنزل رزق النزيل وهو الضيف فكل هذه السعادات المذكورة جارية مجرى النزل والكريم اذا اعطى النزل يتبعه بالخلع من بعده وهى رضوانه جل شانه ورضوان الله اكبر۔

کی ضیافت ہے ایک غفور الرحیم کی طرف سے "نزل" مہمان کو اور نزل اس کی تواضع اور ضیافت کو کہتے ہیں یہ تمام سعادتیں جن کا بیان اس آیت میں ہے ایک طرح کی ضیافت کا حکم رکھتی ہیں، شریف جب کسی کی ضیافت کرتے ہیں تو اس کے بعد خلعت سے بھی سرفراز فرماتے ہیں، یہاں رضائے الٰہی کا خلعت ہوگا کہ یہی سب سے بڑھ چڑھ کے ہے۔

مرتبۂ سعادت فرمایا:-

مراتب السعادت اثنان — سعادت کے دو درجے ہیں:

التام — وہ جو کامل ہو۔

وفوق التام — وہ جو اس سے بھی بڑھ کے ہو۔

اما التام فهو ان يكتسب من الصفات الفاضلة ما لاجلها يصير كاملا فى ذاته فاذا صعد الى هذه الدرجة اشتغل بتكميل الناقصين وهو فوق التام۔

کامل سعادت یہ ہے کہ ایسی فضیلت کے اوصاف حاصل کیے جائیں جن سے انسان بذاتہ کامل ہو جائے جب اس درجہ پر انسان پہنچ گیا تو ناقصوں کو کامل بنانے کی جانب مشغول ہونے کا وقت آیا کامل سعادت سے بھی یہ سعادت بڑھی ہوئی ہے۔

اپنے آپ کو کامل بنانا | فقوله: ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا اشارة الى المرتبة الاولى وهى اكتساب الاحوال التى تفيد كمال النفس فى جوهرها۔

آیۂ کریمہ "جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے" اس میں پہلے مرتبہ کی جانب اشارہ ہے یعنی ایسے حالات کا حاصل کرنا جن سے جوہر روح کامل ہو سکے،

قوم کو درجۂ کمال پر پہونچانا	فاذا اتّصفت	جب یہ مرتبہ حاصل ہوگیا تو اس سے آگے بڑھنے اور دوسرا
	النفس بها وجب الانتقال الى المرتبة	مرتبہ حاصل کرنے کی لازمی ضرورت پیش آئی، یعنی ناقصوں
	الثانية وهي الاشتغال بتكميل الناقصين	کو کامل بنانے کا کام۔
دعوت اسلام کے یہی معنی ہیں	وذلك انما	یہ دوسرا درجہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ خلق اللہ کو
	يكون بدعوة الخلق الى الدين الحق،	دین حق کی دعوت دیجائے، آیۃ کریمہ "اس سے اچھا
	وهو المراد من قوله: ومن احسن	کون ہے اور اس کی بات سے کس کی بات اچھی ہے
	قولاً ممن دعا الى الله۔	جس نے اللہ کی جانب دعوت دی" اس سے یہی مراد ہے۔

فضل فونٹن پن

سینیر ۸۶/۷ جونیر ۱۱۰/۷

نیا اسٹاک آچکا ھے

خوبصورت، پائدار، قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان

اسٹیشنری و کاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے۔

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن